ایمان وعقائد

محمد ارشد کمال

# نکیرین کے سوال کے وقت اِعادۂ روح کا مسئلہ

زیر نظر مضمون میں اِعادۂ روح سے ہماری مراد قبر میں منکر ونکیر کے سوالات کے وقت میت کی طرف اس کی روح کا لوٹایا جانا ہے اور علماے اہل سنت والجماعت کا بھی یہی مذہب ہے کہ دفن کے بعد میت کی طرف اس کی روح کو سوال و جواب کے وقت لوٹا دیا جاتا ہے۔ قبر میں سوالات کے وقت روح کا بدن میں لوٹایا جانا ایک ثابت شدہ امر ہے جس سے انکار کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ میت سے قبر میں جو سوالات کیے جاتے ہیں وہ اس قدر اہم ہوتے ہیں کہ انہی سوالات کے صحیح جوابات پر ہی مرنے والے کے مستقبل کا فیصلہ ہوتا ہے، لیکن افسوس ناک امر یہ ہے کہ ماضی میں بھی بعض لوگ اور حال میں بعض گروہ چند خود ساختہ وجوہ کی بنا پر اس کے منکر ہیں۔

قبر میں اعادۂ روح کے ثبوت پر رسول اللہ ﷺ سے کئی ایک صحیح وصریح احادیث منقول ہیں جس میں سے چند ایک سطورِ ذیل میں بیان کی جارہی ہیں:

1. سیدنا براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی معیت میں ایک انصاری صحابی کے جنازے میں گئے، پھر ہم قبرستان پہنچے جبکہ ابھی تک لحد تیار نہیں ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے تو ہم بھی آپ ؐ کے اردگرد اس طرح بیٹھ گئے جیسے ہمارے سروں پر پرندہ بیٹھا ہو۔ آپ ؐ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس کے ساتھ آپ ؐ زمین کرید رہے تھے۔ آپ ؐ نے سر مبارک بلند کر کے دو یا تین بار ارشاد فرمایا: «استعيذوا بالله من عذابِ القبر» ''اللہ کے ساتھ عذاب قبر سے پناہ مانگو'' بعدازاں آپ ؐ نے فرمایا:

«إنَّ العبدَ المؤمنَ إذا كان في اِنقطاع من الدنيا وإقبالٍ من الآخرة، نَزَل

☆ فاضل جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور

www.KitaboSunnat.com

إليه ملائكة من السماء، بَيضُ الوجوه، كأَنَّ وجوهُهم الشمسُ، معهم كفَنٌ من أكفان الجنة وحُنُوطٌ من حنوط الجنة، حتى يجلسوا منه مَدَّ البصر، ثم يجيءُ مَلَكُ الموت عليه السلام حتى يجلسَ عند رأسه، فيقول: أيَّتُهَا النفسُ الطيبةُ! اُخرُجي إلى مغفرة من الله ورضوان قال: فتَخرُجُ تَسِيْلُ كما تسيل القَطرَةُ من فِي السقاء، فَيأخُذُها فإذا أخذها، لم يَدَعوها في يده طرفةَ عينٍ حتى يأخذوها، فيجعلوها في ذلك الكفنِ وفي ذلكَ الحُنوط، ويخرج منها كَأطيَبِ نفحةِ مِسكٍ وُجِدَت على وجه الأرضِ قال: فيصعدون بها، فلا يمرون -يعني بها- على ملإٍ من الملائكة إلا قالوا: ما هذا الروح الطيب؟ فيقولون: فلان بن فلان، بأحسن أسمائه التي كانوا يسمونه بها في الدنيا، حتى ينتهوا بها إلى السماء الدنيا، فيستفتحون له فيفتح لهم، فيشيعه من كل سماء مقربوها إلى السماء التي تليها، حتى ينتهي به إلى السماء السابعة، فيقول الله عزوجل: اكتبوا كتاب عبدي في عليين، وأعيدوه إلى الأرض فإني منها خلقتُهم وفيها أعيدُهم، ومنها أخرجهم تارة أخرى قال: فتعاد روحه في جسده، فيأتيه ملكان فيجلسانه، فيقولان له: من ربك؟ فيقول: ربي الله، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: ديني الإسلام، فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بُعث فيكم؟ فيقول: هو رسول الله ﷺ فيقولان له: وما علمك؟ فيقول: قرأت كتاب الله فآمنت به وصدقت- فينادي مناد من السماء: أن صدق عبدي فأفرشوه من الجنة وألبسوه من الجنة، وافتحوا له بابا إلى الجنة قال: فيأته من روحها وطيبها، فيفسح له في قبره مد بصره، قال:ويأتيه رجل حسن الوجه، حسن الثياب، طيب الريح، فيقول: أبشر بالذي يسرك، هذا يومك الذي كنت توعد، فيقول له: من أنت؟ فوجهك الوجه يجيئ بالخير- فيقول: أنا عملك الصالح- فيقول: رب أقم الساعة! حتى أرجع إلى اهلي ومالي قال :وإن العبد الكافر إذا كان في انقطاع من الدنيا،وإقبال من الآخرة، نزل إليه من السماء

www.KitaboSunnat.com

ملائكة سود الوجوه معهم المسوح، فيجلسون منه مد البصر، ثم يجيء ملك الموت، حتى يجلس عند رأسه، فيقول أيتها النفس الخبيثة! اخرجي إلى سخط من الله» قال: «فتفرق في جسده، فينتزعها كما ينتزع السفود من الصوف المبلول، فيأخذها ـفإذا أخذها لم يدعوها في يده طرفة عين، حتى يجعلوها في فلك المسوح، ويخرج منها كأنتن ريح جيفة وجدت على وجه الأرض فيصعدون بها، فلا يمرون بها على ملإ الملائكة، إلا قالوا: ما هذا الروح الخبيث؟ فيقولون: فلان بن فلان، بأقبح أسمائه التي كان يسمى بها فى الدنيا، حتى ينتهى به إلى السماء الدنيا، فيستفتح له، فلا يفتح له»، ثم قرأ رسول اللهﷺ ﴿**لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ**﴾ «فيقول الله عزوجل: اكتبوا كتابه في سجين ، فى الأرض السفلى، فتطرح روحه طرحا» ثم قرأ: ﴿**وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ**﴾فتُعاد روحه في جسده، ويأتيه ملكان، فيجلسانه، فيقولان له: من ربك؟ فيقول: هاه هاه، لا أدري۔ فيقولان له: ما دينك ؟ فيقول: هاه هاه، لا أدري، فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بعث فيكم؟ فيقول: هاه هاه، لا أدري، فينادي مناد من السماء: أن كذب، فأفرشوه من النار، وافتحوا له بابا إلى النار، فيأتيه من حرها و سمومها، ويضيق عليه قبره حتى تختلف فيه اضلاعه، ويأتيه رجل قبيح الوجه، قبيح الثياب، مُنتِنُ الريح، فيقول: ابشر بالذي يَسُوْؤُك، هذا يومك الذي كنت توعد۔ فيقول: من أنت؟ فوجهك الوجه يجيئ بالشر فيقول: أنا عملك الخبيث فيقول: رب لا تُقِم الساعةَ» (مسند احمد:۴/۲۸۸، رقم:۱۸۷۳۳، و اللفظ لہ،سنن ابوداؤد، رقم:۴۷۵۴، مستدرک حاکم:۱/۳۷، رقم:۱۰۷)

''مؤمن شخص کا جب دنیا سے جانے اور آخرت میں داخل ہونے کا وقت ہوتا ہے تو اس کی جانب آسمان سے سفید چہرے والے فرشتے آتے ہیں، ان کے چہرے سورج کی مانند ہوتے

ہیں، ان کے پاس جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے، وہ اس شخص سے حدِ نظر کی مسافت پر بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت علیہ السلام آتے ہیں، وہ ان کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں، اے پاکیزہ روح! تو اللہ کی مغفرت اور اس کی رضا کی جانب آ۔ آپؐ نے فرمایا، روح اس قدر (آرام) سے نکلتی ہے جیسے مشکیزہ سے پانی کا قطرہ بہہ نکلتا ہے چنانچہ ملک الموت روح کو حاصل کرتے ہیں۔ جب وہ اسے لے لیتے ہیں تو (دوسرے) فرشتے اس روح کو ان کے ہاتھ سے آنکھ جھپکنے کے برابر (عرصہ تک) نہیں رہنے دیتے یہاں تک کہ (اس روح کو) ان سے حاصل کرتے ہیں پھر اس کو جنتی کفن اور جنتی خوشبو میں لپیٹ لیتے ہیں اور اس سے زمین میں پائی جانے والی کستوری کی نہایت عمدہ مہک کی طرح خوشبو پھیلتی ہے۔ (آپؐ نے فرمایا): فرشتے اس کو لے کر (آسمانوں کی جانب) بلند ہونے لگتے ہیں وہ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی گزرتے ہیں، وہ پوچھتے ہیں، یہ کون سی پاکیزہ روح ہے؟ وہ کہتے ہیں: یہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے، اس کا نہایت عمدہ نام بتاتے ہیں جس نام کے ساتھ اسے دنیا میں پکارا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کو لے کر آسمان تک چلے جاتے ہیں۔ فرشتے اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولنے کا مطالبہ کرتے ہیں چنانچہ ان کے لئے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ بعد ازاں ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس سے اگلے آسمان تک اس کے ساتھ چلتے ہیں، یہاں تک کہ اسے ساتویں آسمان تک پہنچایا جاتا ہے۔ (اس کے بارے میں) اللہ عزوجل فرماتے ہیں: ''میرے بندے کے اعمال ناموں کو عِلّیین میں برقرار کرو اور اس کو دوبارہ زمین پر لے جاؤ، اس لئے کہ میں نے اُنہیں مٹی سے پیدا کیا ہے، اسی میں اُنہیں دوبارہ لے جاؤں گا اور اسی سے دوسری بار اُنہیں پیدا کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا، پس اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے استفسار کرتے ہیں کہ تیرا ربّ کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے۔ وہ اس سے دریافت کرتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ وہ اس سے سوال کرتے ہیں: تجھے یہ کیسے علم ہوا؟ وہ جواب دیتا ہے: میں نے اللہ کی کتاب کو پڑھا، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی، پھر آسمان میں ایک فرشتہ منادی کرتا ہے کہ (اللہ ربّ العزت فرماتے ہیں) میرے بندے نے سچی باتیں کہی ہیں، اس کے لئے جنت کا (بستر) بچھا دو، اس کو جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لئے جنت

www.KitaboSunnat.com

کی جانب دروازہ کھول دو۔ آپؐ نے فرمایا: چنانچہ اس کے پاس جنت کی بادِ نسیم اور خوشبو پہنچتی ہے۔ اس کی قبر تا حدِ نظر وسیع کردی جاتی ہے۔ (آپؐ نے فرمایا: پھر) اس کے پاس خوب صورت شخص آتا ہے جس کے کپڑے خوب صورت ہوتے ہیں جس سے عمدہ خوشبو مہکتی ہے، وہ کہتی ہے: خوش وخرم رہ ان چیزوں کے ساتھ جو تیرے لئے خوشی کا پیغام ہیں، یہی وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ شخص اس سے دریافت کرتا ہے کہ تو کون ہے؟ تیرا چہرہ تو ایسا چہرہ ہے جو خیر و برکت کا مظہر ہے، وہ جواب دیتا ہے: میں تیرا نیک عمل ہوں۔ اس پر وہ شخص کہتا ہے: اے میرے پروردگار! قیامت قائم فرما، میرے پروردگار! قیامت قائم فرما تاکہ میں اپنے اہل وعیال اور اپنے ماں باپ کی جانب جاؤں۔

آپؐ نے فرمایا: کافر شخص کا جب دنیا سے الگ ہونے اور آخرت میں داخل ہونے کا وقت ہوتا ہے تو اس کی جانب آسمان کی طرف سے سیاہ چہرے والے فرشتے نازل ہوتے ہیں جن کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں، وہ اس سے حد نظر کی مسافت پر بیٹھ جاتے ہیں۔ بعد ازاں ملک الموت آتے ہیں وہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور وہ کہتے ہیں: اے خبیث روح! تو اللہ کی ناراضگی کی جانب باہر آ۔ آپؐ نے فرمایا: روح اس کے جسم میں پھیل جاتی ہے، وہ اس کو اس طرح کھینچ کر نکالتے ہیں جیسے لوہے کی سیخ کو بھیگی ہوئی اُون سے نکالا جاتا ہے۔ وہ روح کو حاصل کرتے ہیں، جب وہ روح کو حاصل کرلیتے ہیں تو فرشتے آنکھ جھپکنے کے برابر وقت بھی اس کو اپنے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے کہ روح کو ان ٹاٹوں میں لپیٹ لیتے ہیں۔ روح سے دنیا میں پائے جانے والے بدبودار مردار کی سی بُو آتی ہے۔ فرشتے اس کو (حاصل کرکے آسمان کی جانب) لے جانا چاہتے ہیں۔ فرشتوں کی جس جماعت کے قریب سے وہ گزرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں: یہ کون سی ناپاک روح ہے؟ وہ کہتے ہیں: یہ فلاں (شخص) کا بیٹا ہے۔ اس کا وہ نہایت قبیح نام لیتے ہیں جس کے ساتھ وہ دنیا میں معروف تھا یہاں تک کہ اسے پہلے آسمان کی جانب لے جایا جاتا ہے۔ (اس کے لئے) دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے لیکن دروازہ نہیں کھلتا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (جس کا ترجمہ ہے)

''ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور وہ (اس وقت تک) جنت میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نہ گزرے۔'' چنانچہ اللہ فرماتا ہے: اس کے اعمال نامے کو سِجّین (مقام) میں ثبت کردو جو سب سے نچلی زمین میں ہے

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اس کی روح کو وہاں سے پھینک دیا جاتا ہے۔ (اس کی تصدیق کے لئے) آپؐ نے یہ آیت تلاوت کی (جس کا ترجمہ ہے) ''اور جس شخص نے اللہ کے ساتھ شرک کیا گویا کہ وہ آسمان سے گر پڑا، اس کو پرندوں نے اُچک لیا یا تیز ہوا نے اس کو دور پھینک دیا۔'' (اس کے بعد) اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے، اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اس کو بٹھاتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں، تیرا ربّ کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے، ہائے ہائے! مجھے کچھ علم نہیں (پھر) وہ اس سے دریافت کرتے ہیں، تیرا دین کیا ہے؟ پھر وہ جواب دیتا ہے: ہائے ہائے! مجھے کچھ علم نہیں (پھر) وہ اس سے سوال کرتے ہیں، یہ شخص کون تھا جو تم میں مبعوث کیا گیا تھا؟ وہ جواب دیتا ہے: ہائے ہائے، مجھے کچھ علم نہیں۔ چنانچہ آسمان سے فرشتہ منادی کرتا ہے کہ یہ شخص جھوٹا ہے، اس کے لئے آگ کا فرش بچھاؤ، دوزخ کی جانب اس کا دروازہ کھولو چنانچہ اس کے پاس اس کی گرمی اور تیز بو آتی ہے۔ اس پر اس کی قبر تنگ ہوجاتی ہے یہاں تک کہ قبر میں اس کی پسلیاں آپس میں یکجا ہوجاتی ہیں اور اس کے پاس ایک شخص آتا ہے جس کا چہرہ نہایت بدصورت ہوتا ہے اور لباس نہایت خوفناک، اس سے بدبو آرہی ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے: تجھے ایسی چیز کی بشارت ہو جو تجھے غمناک کرے گی۔ یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ اس سے دریافت کرتا ہے، تو کون ہے؟ تیرا چہرہ تو نہایت بدصورت ہے جس سے شر ظاہر ہورہا ہے۔ وہ جواب دے گا: میں تیرا خبیث عمل ہوں۔ پس وہ کہنا شروع کرے گا، میرے پروردگار! قیامت قائم نہ فرما۔''

## حدیثِ مذکور کی صحت

◉ امام حاکمؒ اس روایت کے متعدد طرق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين فقد احتجا جميعا بالمنهال بن عمرو وزاذان أبي عمر الكندي وفي هذا الحديث فوائد كثيرة لأهل السنة وقمع للمبتدعة (المستدرک:۱/۴۰)

''یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے کیونکہ منہال بن عمرو اور ابوعمر زاذان الکندی سے دونوں (بخاری و مسلم) نے استدلال پکڑا ہے اور اس حدیث میں اہل سنت کے لئے بے شمار فوائد موجود ہیں جبکہ اہل بدعت کے عقائد کے قلع قمع کے لئے بھی ثبوت موجود ہیں۔''

www.KitaboSunnat.com

◉ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

وهو حديث صحيح له طرق كثيرة (التذکرۃ: ۱۱۶ طبع جدید)

''یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے بے شمار طرق ہیں۔''

◉ امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

هذا حديث ثابت مشهور مستفيض صحَّحه جماعة من الحفاظ ولا أعلم أحدًا من أئمة الحديث طعن فيه بل رووه في كتبهم وتلقَّوه بالقبول وجعلوه أصلا من أصول الدين في عذاب القبر ونعيمه ومسألة منكر ونكير وقبض الأرواح وصعودها إلى بين يدي الله ثم رجوعها إلى القبر

''یہ حدیث ثابت مشہور اور مستفیض ہے، حفاظِ حدیث کی ایک جماعت نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ہمیں حدیث کا کوئی ایسا امام معلوم نہیں جس نے اسے میں طعن کیا ہو، بلکہ ائمہ حدیث تو اسے اپنی اپنی کتب میں لائے ہیں اور اسے قبول کر کے عذاب وثواب قبر، منکر ونکیر کے سوالات، روحوں کے قبض ہونے اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے اور پھر قبر میں واپس لوٹانے کے سلسلے میں دین کی بنیادوں میں سے ایک بنیاد قرار دیا ہے۔'' (کتاب الروح ص ۴۶)

◉ امام ہیثمیؒ فرماتے ہیں:

رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد: ۳/۵۰)

''یعنی اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے رواۃ بھی صحیح (بخاری) کے راوی ہیں۔''

◉ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں: هذا حديث صحيح الإسناد (شعب الایمان: ۱/۶۱۲)

''یہ حدیث صحیح سند والی ہے۔''

◉ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

هٰذا حديث كبير صحيح الإسناد، رواه جماعة الثقات عن الأعمش

''یہ بڑی حدیث صحیح سند والی ہے، اسے محدثین کی ایک ثقہ جماعت نے امام اعمش سے روایت کیا ہے۔'' (عذاب القبر وسؤال الملكين: ص ۳۹)

◉ امام ابن مندہؒ فرماتے ہیں: هذا إسناد متصل مشهور رواه جماعة عن البراء

''اس حدیث کی سند متصل مشہور ہے، اسے سیدنا براء بن عازب سے محدثین کی ایک جماعت

www.KitaboSunnat.com

نے روایت کیا ہے۔'' (کتاب الایمان،ص ۵۷۵،بیروت)

- علامہ البانیؒ فرماتے ہیں: صحیح (هداية الرواة:۲/۱۹۴)
- شیخ حمزہ احمد الزین فرماتے ہیں: إسناده صحيح (مسند احمد:۴/۲۰۲،طبع مصر)
- شیخ عبدالرزاق مہدی نے اسے جید قرار دیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر بتحقیقه :۳/۶۷۵)
- شیخ محمد عوامہ نے بھی اسکی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ بتحقیقه ۷/۲۸۳)
- شیخ شعیب ارناؤوط فرماتے ہیں:

إسناده صحيح ، رجاله رجال الصحيح (مسند احمد ۳۰/۵۰۳،مؤسسۃ الرسالہ)

''اس کی سند بھی صحیح ہے اور اس کے تمام راوی صحیح بخاری کے ہیں۔''

- ان ائمہ محدثین اور علما کرام کی مذکورہ بالا تصریحات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یہ حدیث بلا شبہ صحیح ہے جیسا کہ حافظ ابن قیمؒ نے کتاب الروح کے ایک مقام پر یوں فرمایا:

فالحديث صحيح لا شك فيه (کتاب الروح:ص ۶۳)

''یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے صحیح ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔''

حضرات محدثین اور علماے کرام میں سے کسی ایک نے بھی اس حدیث کو ضعیف قرار نہیں دیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ البتہ امام ابن حزمؒ سے اس مسئلہ میں سہو ہوا جس کی بنا پر اُنہوں نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔ چنانچہ امام ابن قیمؒ نے کتاب الروح میں ابن حزمؒ کا خوب تعاقب کیا اور فرمایا کہ ابن حزمؒ کا یہ موقف علم سے دوری پر مبنی ہے اور اس حدیث کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں۔ (کتاب الروح:ص ۷۶)

عصر حاضر میں بھی چند خواہش پرست لوگوں نے اس حدیث کو نہ صرف ضعیف کہا بلکہ اُمت کے ایک اجماعی مسئلہ اعادۂ روح کو شرک کی جڑ قرار دیا اور پھر یہیں پر ہی بس نہیں بلکہ اس حدیثِ براء بن عازب کو بیان کرنے والے محدثین کرام بالخصوص امام احمد بن حنبل جیسی نابغہ روزگار ہستی پر کفر کے فتوے لگا دیے۔ (دیکھیں: دعوتِ قرآن اور یہ فرقہ پرستی)

جیسا کہ گذشتہ سطور میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ حدیثِ براء بن عازب کو قدیم و جدید تقریباً تمام علما نے صحیح قرار دیا ہے تاہم اس کے باوجود بھی اعادۂ روح کے منکرین اس حدیث

کے دو مرکزی راویوں یعنی منہال بن عمروؒ اور زاذانؒ پر چند الزامات لگاتے ہیں، جن کا تفصیلی ازالہ ضروری ہے۔ چونکہ فن اصول حدیث کی بحث ایک مستقل موضوع ہے، لہٰذا اس بحث کو راقم کی اس موضوع پر مستقل کتاب سے ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

❷ سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الميِّتُ تَحضُرُه الملائكةُ فإذا كان الرجلُ صالحًا قالوا: أُخرجي أيتها النفس الطيبة كانت في الجسد الطيب أُخرجي حميدة وابشري برَوح وريحان ورَبٍّ غيرِ غضبانِ. فلا يزال يقالُ لها حتى تَخْرُجَ ثم يُعْرَج بها إلى السماء فيُفتح لها فيقال من هذا فيقولون: فلان، فيُقال مرحبا بالنفس الطيبة كانت في الجسد الطيب اُدخلي حميدة وابشري بروح وريحان وربٍ غيرِ غضبان فلا يزال يقال لها ذلك حتى يُنتهٰى بها إلى السماء التي فيها اللهُ. فإذا كان الرجلُ السوءُ قال: اُخرجي أيتها النفسُ الخبيثةُ كانت في الجسد الخبيث اُخرجي ذميمة، وابشري بحميمٍ وغسَّاقٍ وآخَر من شَكْلِهِ أزواج، فما تزال يقال لها ذلك حتى تخرج ثم يُعْرَج بها إلى السمآء فيُفْتَح لها. فيقال: من هذا؟ فيقال: فلان فيقال: لا مَرْحَبًا بالنفس الخبيثةِ كانت في الجسد الخبيث، اِرجِعي ذَميمَةً فإنها لا تُفْتَح لك أبواب السمآء فَتُرْسَلُ من السمآءِ ثم تصيرُ إلى القبر» (سنن ابن ماجہ: کتاب الزہد، باب ذکر الموت والاستعداد لہ، رقم :۴۲۶۲ واللفظ لہ؛ مسند احمد ۲/۳۶۴، کتاب الایمان لابن مندہ ص ۷۷ ۵ رقم ۱۰۵۸)

''جب کسی شخص کی موت قریب ہوتی ہے تو فرشتے اس کے قریب آتے ہیں۔ اگر (فوت ہونے والا) شخص صالح انسان ہے تو فرشتے کہتے ہیں: اے پاک روح! جو پاک جسم میں تھی، باہر آجا تو قابل تعریف ہے۔ اللہ کی رحمت، اس کے عطیات اور ناراض نہ ہونے والے پروردگار سے خوش ہوجا۔ مسلسل اس کو یہ کلمات کہے جاتے ہیں یہاں تک کہ روح جسم سے باہر آجاتی ہے۔ بعد ازاں روح کو آسمان کی جانب لے جایا جاتا ہے، اس کے لئے (آسمان کا) دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ دریافت کیا جاتا ہے کہ یہ کون روح ہے؟ فرشتے بتاتے ہیں،

www.KitaboSunnat.com

فلاں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پاکیزہ (روح) کے لئے خوش آمدید ہو جو پاک جسم میں رہی (جنت میں) داخل ہوجا، تو تعریف کے لائق ہے اور تو اللہ کی رحمت، اس کے عطیات اور ایسے پروردگار سے ملاقات کے لئے خوش ہوجا جو تجھ پر ناراض نہیں۔ اسے مسلسل یہی کلمات کہے جاتے ہیں یہاں تک کہ روح اس آسمان تک پہنچ جاتی ہے جس میں اللہ ہے۔

(لیکن) جب برا شخص فوت ہوتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے، اے خبیث روح! جو ناپاک جسم میں ہے تو قابل مذمت ہے، باہر نکل۔ گرم پانی، پیپ اور اس قسم کے دیگر عذابوں کی بشارت قبول کر۔ اس کو مسلسل یہ کلمات کہے جاتے ہیں یہاں تک کہ روح باہر نکل آتی ہے پھر اس کو آسمان کی جانب چڑھایا جاتا ہے۔ اس کے لئے دروازے کھولنے کا مطالبہ ہوتا ہے۔ دریافت کیا جاتا ہے کہ یہ کون ہے؟ جواب میں بتایا جاتا ہے کہ فلاں ہے تو (اس کے حق میں) پیغام ملتا ہے، خبیث روح کو خوش آمدید نہ ہو جو ناپاک جسم میں تھی تو واپس چلی جا تو قابل مذمت ہے، تیرے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھل سکتے۔ چنانچہ اس روح کو آسمان سے پھینک دیا جاتا ہے، پھر وہ قبر میں لوٹ آتی ہے۔''

* امام بوصیریؒ فرماتے ہیں: إسناده صحيح رجاله ثقات

(سنن ابن ماجہ وبحا شيته مصباح الزجاجة ۲۳۵/۴، رقم ۴۳۳۸)

* شیخ احمد محمد شاکرؒ فرماتے ہیں: إسناده صحيح (مسند احمد ۴۱۴/۸)

* دکتور بشار عواد فرماتے ہیں: إسناد ه صحيح (ابن ماجہ ۶۴۷/۵ بتحقیقہ)

* علامہ البانیؒ فرماتے ہیں: صحيح (سنن ابن ماجہ: رقم ۴۲۶۲)

* شیخ عبیداللہ رحمانی نے بھی اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (مرعاة المفاتيح: ۳۲۰/۵)

۳ سیدنا جابر بن عبداللہؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

«إنَّ ابنَ آدمَ لفي غفلةٍ عمَّا خُلِقَ له . إن اللهَ إذا أراد خَلْقَه قال للملك: أُكتُبْ رِزقه أُكتب أثرَه أُكتب أجله أُكتب شقيًّا أم سعيدًا ثم يَرْتَفعُ ذلك الملك ويبعثُ اللهُ مَلَكًا فيَحفظَه حتى يُدرك ثم يرتفع ذلك الملك ثم يُوكلُ الله به ملكَين يكتُبانِ حسناته وسيأته فإذا حضره الموت ارتفع ذلك الملكان وجاء ملك الموت ليقبض روحه فاذا أدخل قبره رد

الروحَ إلى جسده، وجاءه ملكا القبر فامتحناه ثم يرتفعان فإذا قامت الساعةُ انحط عليه ملكُ الحسنات وملكُ السيئات فانتشطا كتابا معقودا في عنقه ثم حضرا معه واحِد سائقٌ وآخَرُ شهيدٌ» ثم قال رسول الله «إن قُدامكم لأمر عظيم ما تقدرونه فاستعينوا بالله العظيم» (حلية الأولياء ازابو نعیم ۲۲۱/۳، رقم ۳۷۷۵، بیروت؛ تفسیر الدر المنثور از سیوطی ۱۲۳/۲ جدید؛ الجامع لأحكام القرآن از قرطبی ۱۶/۱۷ جدید)

''ابن آدم جس کام کے واسطے پیدا کیا گیا ہے، اس سے بہت غافل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب اس کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو فرشتہ کو حکم دیا کہ اس کی روزی اور اس کا آنا جانا لکھو، اس کی عمر لکھو، اس کے بدبخت یا نیک بخت ہونے کو لکھو، فرشتہ ان سب کو لکھ کر چلا جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ دوسرا فرشتہ اس کے پاس بھیجتا ہے تاکہ بالغ ہونے تک اس کی حفاظت کرے جب بالغ ہوتا ہے تو وہ فرشتہ چلا جاتا ہے اور دو فرشتے اللہ تعالیٰ اس پر مقرر کرتا ہے کہ اس کی نیکی اور بدی لکھیں پس جب موت کا وقت آتا ہے تو یہ دونوں چلے جاتے ہیں اور ملک الموت آتے ہیں اور روح قبض کرتے ہیں۔ جب دفن کیا جاتا ہے تو روح کو اس کے بدن میں ڈالتے ہیں اور قبر کے دو فرشتے منکر اور نکیر آتے ہیں اور اس کا امتحان لے کر چلے جاتے ہیں پھر جب قیامت کا دن آئے گا تو نیکی اور بدی لکھنے والا فرشتے آئے گا اور اس کی گردن میں جو نامہ اعمال لٹکایا ہے، اس کو کھولے گا اور ایک فرشتہ آگے سے کھینچتا اور دوسرا فرشتہ پیچھے سے ہنکاتا ہوا میدانِ محشر کی طرف لے جائے گا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے آگے اتنا بھاری کام آنے والا ہے کہ تم لوگ اس کا اندازہ نہیں کرسکتے لٰہذا اللہ سے مدد طلب کیا کرو۔''

## روایتِ مذکور کی صحت

اس روایت کی سند کمزور ہے، کیونکہ اس میں جابر جعفی ضعیف راوی ہے۔ شیخ عبدالرزاق مہدی رقم طراز ہیں:

وفي إسناده جابر بن يزيد الجعفي ضعيف (تفسیر قرطبی ۱۶/۱۷ بتحقیقه)

علاوہ ازیں دیگر کئی ایک روایات بھی مسئلہ اعادۂ روح کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں گو ان کی اسنادی حالت کمزور ہی سہی، تاہم اس سے نفس مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ اس کی تائید

میں سیدنا براء اور سیدنا ابو ہریرہؓ کی صحیح احادیث موجود ہیں۔

ذیل میں ہم اشارۃً ان ضعیف روایات کا تذکرہ کررہے ہیں جن میں اعادۂ روح کا ذکر ہے:

❹ سیدنا عبداللہ ابن مسعود کی روایت فإذا وُضع في قبره أُجلس وجيء بالروح وجعلت فيه فيقال: من ربك؟

(شرح السنة للخلال بحوالہ شرح الصدور للسیوطی ص ۱۲۰، رقم ۶۰ بیروت)

''پھر جب میت کو قبر میں دفن کردیا جاتا ہے تو اسے بٹھا کر روح کو لاکر اس میں داخل کردیا جاتا ہے، پھر پوچھا جاتا ہے تیرا ربّ کون ہے؟''

❺ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کی روایت فيقول ملك الموت والملائكة الذين هبطوا إليها يارب قبضنا روح فلان ابن فلان المؤمن...... وهو أعلم منهم بذلك ، فيقول الله: ردّوه إلى الأرض فإني منها خلقتهم وفيها أعيدهم ومنها أُخرجهم تارة أخرٰى...... (شرح الصدور: ص۱۱۸، رقم ۵۹۳)

''پھر ملک الموت اور دوسرے فرشتے کہتے ہیں: اے ہمارے ربّ ہم نے فلاں بن فلاں مؤمن کی روح قبض کرلی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ان سے زیادہ جانتا ہے۔ پھر اللہ فرماتا ہے: اسے زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے اُنہیں اسی سے پیدا کیا و راسی میں اُنہیں لوٹا دے گا اور پھر اسی سے دوسری مرتبہ اُنہیں نکالوں گا۔''

❻ أبو نُجيح کی روایت...... ثم تعاد إليه روحه فيجلس في قبره

(احوال القبور لابن رجب ص ۸۰ جدید)

''پھر میت کی طرف اس کی روح لوٹا دی جاتی اور اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے۔''

## اعادۂ روح اور علماے اُمت

جیسا کہ گذشتہ سطور میں مسئلہ اعادۂ روح کی حقیقت کو احادیث کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے جس سے انکار کی قطعاً گنجائش نہیں، اگرچہ ایک مسلمان کے لئے تو نبی اکرمﷺ کا فرمان ہی کافی ہے لیکن اس کے باوجود ہم آگے ائمہ کرام اور علماے اہل سنت کے چند اقوال بھی پیش کیے دیتے ہیں تاکہ 'نور علیٰ نور' ہوجائے اور اہل سنت کا مسلک اس قدر واضح ہوجائے کہ کسی

منصف مزاج کو اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

◉ اہل سنت کے امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

"والإيمان بالحوض والشفاعة والإيمان بمنكر ونكير وعذاب القبر والإيمان بملك الموت بقبض الأرواح ثم تُردّ في الأجساد في القبور فيسألون عن الايمان والتوحيد" (کتاب الصلاۃ:ص ۴۵)

''حوضِ کوثر' شفاعت ، عذابِ قبر، ملک الموت کا روحوں کو قبض کرنے اور پھر قبر میں اجسام کی طرف لوٹائے جانے اور ایمان وتوحید کے متعلق سوال ہونے پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔''

◉ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں:

"وإعادة الروح إلى العبد في قبره حق " (الفقہ الاکبر ص ۱۰۱)

''قبر میں روح کا بندے کی طرف لوٹایا جانا برحق ہے۔''

◉ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"الأحاديث الصحيحة المتواترة تدل على عودة الروح إلى البدن وقت السؤال، وسؤال البدن بلا روح قاله طائفة من الناس وأنكره الجمهور وقابلهم آخرون فقالوا السؤال للروح بلا بدن وهذا قاله ابن مرة وابن حزم وكلاهما غلط والأحاديث الصحيحة ترده ولو كان ذلك على الروح فقط لم يكن للقبر بالروح اختصاص" (کتاب الروح: ص ۳۸ جدید)

''صحیح اور متواتر احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سوالات کے وقت روح بدن میں لوٹا دی جاتی ہے۔ روح کے بغیر صرف بدن سے ہی سوال کے بھی بعض لوگ قائل ہیں مگر جمہور نے اس کا انکار کیا ہے۔ اسی طرح بعض کے نزدیک محض روح سے ہی سوال ہوتا ہے بدن سے نہیں جیسا کہ ابن مرہ اور ابن حزم کی رائے ہے مگر یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اور صحیح احادیث کی روشنی میں باطل ہیں۔ اگر سوال محض روح سے ہی ہوتا تو روح کے لئے قبر کی خصوصیت نہ ہوتی۔''

◉ حافظ ابن حجرؒ عسقلانی ایک حدیث کی شرح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

وقد أخذ ابن جرير وجماعة من الكرامية من هذه القصة أن السوال في

www.KitaboSunnat.com

القبر يقع على البدن فقط وإن الله يخلق فيه إدراكا بحيث يسمع ويعلم ويلذ و يألم وذهب ابن حزم و ابن هبيرة إلى أن السوال يقع على الروح فقط من غير عود إلى الجسد أو بعضه كما ثبت في الحديث ولو كان على الروح فقط لم يكن للبدن بذلك اختصاص ولا يمنع من ذلك كون الميت قد تتفرق أجزاؤه لأن الله قادر أن يعيد الحياة إلى جزمن الجسد ويقع عليه السؤال كما هو قادر على أن يجمع أجزاء ه" (فتح الباری ۲۹۸/۳)

"بلا شبہ اس واقعہ سے ابن جریر (مشہور مفسر، محدث اور مؤرخ امام محمد بن جریر طبری کی بجائے محمد بن جریر الکرامی مراد ہے جو فرقہ کرامیہ کا روحِ رواں تھا) اور فرقہ کرامیہ کے ایک گروہ نے یہ دلیل لی ہے کہ قبر میں سوال صرف بدن سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بدن میں ایک ایسا اِدراک پیدا فرما دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ سنتا اور جانتا، لذت اور درد محسوس کرتا ہے جبکہ ابن حزم اور ابن ہبیرہ کا مذہب یہ ہے کہ صرف روح سے بغیر جسم کی طرف لوٹائے سوال ہوتا ہے لیکن جمہور علما نے ان کی مخالفت کی ہے۔ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ روح کو جسم یا اس کے بعض حصے کی طرف لوٹایا جاتا ہے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کیونکہ اگر یہ ساری کارروائی فقط روح سے وابستہ ہوتی تو بدن کی اس میں کوئی خصوصیت نہ ہوتی (حالانکہ بدن اس میں ملحوظ ہے) اور اس میں بھی کوئی امتناع نہیں کہ کبھی میت کے اجزا بالکل بکھر جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ بدن کے ایک حصے کی طرف روح لوٹا دے اور اس سے سوال ہو جیسا کہ وہ تمام اجزا کے جمع کرنے پر قادر ہے۔"

◉ جسم کے بعض اجزا کی طرف روح لوٹائے جانے والی بات کی تردید کرتے ہوئے ملا علی قاری رقم طراز ہیں:

"«فتُعاد الروح في جسده» ظاهر الحديث أن عود الروح إلى جميع اجزاء بدنه فلا التفات إلى قول البعض بأن العود إنما يكون إلى البعض ولا إلى قول ابن حجر إلى نصفه فإنه لايصح أن يقال من قبل العقل بل يحتاج إلى صحة النقل" (مرقاۃ ۲۵/۴)

حدیث کے الفاظ «فَتُعاد روحه في جسده» کا ظاہر اسی بات کا تقاضا کرتا ہے کہ روح کا لوٹایا جانا سارے بدن کی طرف ہوتا ہے لہٰذا ان چند لوگوں کے قول کی طرف توجہ نہیں کی

www.KitaboSunnat.com

جاسکتی جو یہ کہتے ہیں کہ عودِ روح بدن کے بعض حصے کی طرف ہوتی ہے اور نہ ہی ابن حجر کے قول کی طرف التفات کیا جاسکتا ہے جو نصف بدن کی طرف عود کے قائل ہیں، کیونکہ محض عقلاً ایسا کہنا درست نہیں بلکہ اس میں صحتِ نقل ضروری ہے (جو یہاں مقصود ہے)۔''

◉ علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں:

"إن الأرواح تعاد إلى أجساد عند المسألة وهو قول الأكثر من أهل السنة"

''بلا شبہ قبر میں سوال کے وقت ارواح کو ان کے اجساد کی لوٹا دیا جاتا ہے اور یہ قول اہل سنت والجماعت کی اکثریت کا ہے۔'' (عمدۃ القاری ۹۳/۷)

◉ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

"وفي حديث البراء «فتُعاد روحه في جسده» حسبك وقد قيل أن السؤال والعذاب إنما يكون على الروح دون الجسد وما ذكرناه لك أولاً أصح"

''براء بن عازب کی حدیث میں ہے: پھر روح کو (قبر میں میت کے) جسم کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔'' اور یہی بات تجھے کافی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قبر میں سوال اور عذاب صرف روح پر ہی ہوتا ہے ۔ بدن پرنہیں لیکن جو بات ہم نے آپ کو پہلے بتائی ہے، وہی زیادہ درست ہے۔ (التذکرۃ ص۱۲۱ جدید)

◉ علامہ ابن ابی العز حنفیؒ فرماتے ہیں:

"والشرع لا يأتي بما تحيله العقول ولكنه قد يأتي بما تحاد فيه العقول فان عود الروح إلى الجسد ليس على وجه المعهود في الدنيا بل تُعاد الروح إليه إعادة غير الإعادة المألوفة في الدنيا" (شرح عقیدہ طحاویہ:ص۴۵۰)

''شریعت ایسی باتوں کا ذکر نہیں کرتی جس کو عقلیں محال سمجھیں، البتہ ایسی باتوں کا ذکر (ضرور) کرتی ہے جس میں عقلیں حیران ہوتی ہیں۔ پس یقین کرلو کہ روح کا جسم میں لوٹایا جانا اس طرح کا نہیں جس طرح دنیا میں معروف ہے بلکہ روح کا اعادہ اس اعادہ کے خلاف ہے جو دنیا میں معلوم ہے۔''

◉ علامہ ابن رجب حنبلیؒ فرماتے ہیں:

فهؤلاء السلف كلهم صرحوا بأن الروح تُعاد إلى البدن عند السؤال

وصرح بمثل ذلك طوائف من الفقهاء والمتكلمين من أصحابنا وغيرهم (أهوال القبور:ص٨٠ جديد)

''ان سب ائمہ سلف نے صراحت فرمائی ہے کہ سوالات کے وقت روح کو جسم کی طرف لوٹایا جانا ایک مستند امر ہے اور اسی طرح ہمارے (حنبلی) ساتھیوں میں سے فقہا اور متکلمین کی جماعتوں نے بھی اس کی صراحت کی ہے۔''

حضرات علماے کرام کی ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ سلف صالحین کے نزدیک بھی مسئلہ اعادۂ روح برحق ہے اور اس پر ایمان رکھنا اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔

## ایک شبہ اور اس کا جواب

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر قبر میں روح کو اس کے بدن کی طرف لوٹایا جانا تسلیم کر لیا جائے تو اس سے تین زندگیاں اور تین موتیں لازم آتی ہیں، حالانکہ قرآن مجید میں انسان کی صرف دو موتوں اور دو زندگیوں کا ذکر ہے۔ لہٰذا یہ چیز قرآن کے خلاف ہے، کیونکہ قرآن کریم میں ہے:﴿قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا﴾(المؤمن:١١)

''وہ (کفار) کہیں گے کہ اے ہمارے ربّ! تو نے دو بار مارا اور دو بار ہی زندگی دی۔ اب ہم اپنے گناہوں کے اقراری ہیں، تو کیا اب کوئی راہ نکلنے کی بھی ہے؟''

**جواب:** قبر میں عارضی طور پر جسم میں روح لوٹائے جانے کی نفی قرآن مجید میں کہیں بھی نہیں ہے لہٰذا جن احادیث میں عودِ روح کا ذکر ہے اُنہیں قرآن خلاف نہیں کہا جاسکتا۔ اس کے برعکس قرآنِ مجید میں موت سے لے کر قیامت تک کے درمیان وقفے میں عارضی زندگی پر متعدد امثلہ موجود ہیں جن کی تفصیل سے یہ سطور قاصر ہیں تاہم بعض آیات حسبِ ذیل ہیں:

① سورۃ البقرۃ آیت ٦٧ تا ٧٣ ② سورۃ البقرۃ آیت ٥٦،٥٥

③ سورۃ البقرۃ آیت ٢٤٣ ④ سورۃ البقرۃ آیت ٢٥٩

علامہ ابن قیمؒ ابن حزم کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قلت ما ذكره أبو محمد فيه حق وباطل أما قوله مَنْ ظَنَّ أن الميت يَحيا في قبره فخطأ، فهذا فيه إجمال: إن أراد به الحياة المعهودة في الدنيا

www.KitaboSunnat.com

التي تقوم فيها الروح بالبدن وتدبره وتصرفه ويحتاج معها إلى الطعام والشراب واللباس فهٰذا خطأ كما قال والحس والعقل يكذبه كما يكذبه النص وإن أراد به حياة أخرٰى غير هذه الحياة بل تُعاد الروح إليه إعادة غير الإعادة المألوفة في الدنيا ليسأل ويمتحن في قبره فهذا حق ونفيه خطأ وقد دل عليه النص الصحيح الصريح وهو قوله ﷺ «فتُعاد روحه في جسده» (کتاب الروح:ص ۵۹،۶۰)

میں (ابن قیم) کہتا ہوں کہ ابن حزم کا جو اعتراض ہم نے بیان کیا ہے، اس میں کچھ باتیں صحیح ہیں اور کچھ غلط۔ ان کا یہ کہنا کہ قبر میں زندہ ہونے کی رائے غلط ہے، اگر اس سے دنیوی زندگی مراد ہے جس میں روح بدن سے قائم ہوتی ہے اور اس میں تصرف کرتی ہے اور بدن اس کی موجودگی میں کھانے پینے اور پہننے کا محتاج ہوتا ہے تو مردے کی ایسی زندگی کی رائے واقعی غلط ہے جس کا نہ صرف نص بلکہ عقل وحس بھی انکار کرتی ہے اور اگر اس سے برزخی زندگی مراد ہے جو دنیوی زندگی کی طرح نہیں۔ قبر میں روح جسم کی طرف لوٹتی ہے تاکہ امتحان لیا جائے مگر یہ لوٹنا دنیوی لوٹنے جیسا نہیں تو یہ رائے درست ہے اور اِسے غلط کہنے والا خود غلطی پر ہے کیونکہ اس پر رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث «وتُعاد روحه في جسده» نص صریح کی حیثیت رکھتی ہے۔''

قرآنِ مجید میں انسان کی دو مستقل زندگیوں اور موتوں کا ذکر ہے۔ مستقل زندگی یہ ہے کہ روح باقاعدہ جسم میں داخل ہوکر پورے بدن میں تصرف کرے۔ یہ صورت یا تو دنیا کی زندگی میں ہوتی ہے یا آخرت میں ہوگی۔ لہٰذا مستقل زندگیاں دو ہی ہیں: ایک دنیا کی اور دوسری آخرت کی جبکہ عالم قبر کا معاملہ ایسا نہیں وہاں تو بدن اور روح میں اصل جدائی ہے اور اسی کا نام موت ہے۔ عارضی طور پر کچھ دیر کے لئے روح کے جسم میں لوٹ آنے سے کوئی مستقل زندگی ثابت نہیں ہوسکتی کیونکہ

دنیا میں انسان ایک مستقل زندگی بسر کررہا ہے۔ اگر عارضی طور پر روح جسم سے جدا ہوجاتی ہے تو اس سے حقیقی موت واقع نہیں ہوتی جیسا کہ نیند کی حالت میں روح قبض کرلی جاتی ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

www.KitaboSunnat.com

﴿اللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ (الزمر:۴۲)

''اللہ ہی روحوں کو ان کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی انہیں اُن کی نیند کے وقت قبض کرلیتا ہے پھر جن پر موت کا حکم لگ چکا ہو انہیں تو روک لیتا ہے جبکہ دوسری روحوں کو ایک مقرر وقت تک کیلئے چھوڑ دیتا ہے بلا شبہ اس میں غور وفکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔''

نیند کو اسی لئے أخت الموت (موت کی بہن) کہا گیا ہے کہ اس میں بھی روح قبض کرلی جاتی ہے۔ایک حدیث میں سونے کی دعا اس طرح ہے:«اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا»

''اے اللہ تیرے ہی نام کے ساتھ مرتا ہوں اور زندہ بھی (تیرے ہی نام کے ساتھ) ہوں گا۔''

لہٰذا روزانہ کئی بار نیند میں انسان کی روح قبض ہوتی اور واپس لوٹتی ہے مگر اس عارضی قبض روح کو کسی نے بھی حقیقی موت نہیں کہا۔ اگر ایسا ہے تو پھر روزانہ انسان دو کے بجائے کئی موتوں اور کئی زندگیوں سے ہم کنار ہوتا ہے۔

انسان کے ساتھ دنیا کی اس مستقل زندگی میں کئی مرتبہ قبض اور عودِ روح ہوتا ہے لیکن چونکہ یہ عالم دنیا ہے، اس میں ہر انسان دراصل ایک مستقل زندگی گزار رہا ہے۔ عارضی طور پر قبض روح کو حقیقی موت نہیں کیا جاسکتا۔ جبکہ عالم برزخ میں انسان دراصل ایک حقیقی موت میں ہوتا ہے۔ عارضی طور پر اِعادۂ روح سے کوئی مستقل حیات لازم نہیں آتی جس طرح کہ دنیا میں عارضی طور پر قبض روح سے حقیقی موت لازم نہیں آتی۔

## خاتمہ کلام

① مسئلہ اعادۂ روح برحق ہے کیونکہ اس پر متعدد احادیث دلالت کرتی ہیں۔

② قرآنِ مجید میں کہیں بھی اس کی نفی وارد نہیں ہوئی۔

③ اہل سنت والجماعت اور سلف صالحین کا بھی یہی مذہب ہے۔

④ قبر میں اعادۂ روح دنیا کے اعادے جیسا نہیں لہٰذا اس کی مکمل کیفیت اللہ ہی جانتا ہے۔

⑤ قبر میں اعادۂ روح قرآنی اُصول دو زندگیوں اور دو موتوں کے خلاف نہیں۔

www.KitaboSunnat.com